بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار اہلحدیث

جلد ۲۴ - مدیر - ابوالوفا ثناء اللہ - نمبر ۱

امرتسر - ۲۸ - ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ مطابق ۵ - نومبر ۱۹۲۶ء یوم جمعۃ المبارک

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمت کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہیے۔

(۲) جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے اور ناپسند بمحصولڈاک آنے پر واپس۔

(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔

(۵) بیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہونگے

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ ... للعہ

رؤسا و جاگیرداران سے سالانہ ... للعہ

عام خریداران سے ... سے

ششماہی ... للعہ

ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ

بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہیے۔

فہرست مضامین

اہلحدیث کا چوبیسواں سال

ان الثمانین بلغتہا

ابھی کل کی بات ہے جب اخبار اہلحدیث کے جاری کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اُسوقت کسے معلوم تھا کہ اہلحدیث بہت سی مشکلات سے صحیح و سالم نکلکر چوبیسویں سال کو پہنچ جائیگا۔ مہربانوں کی نظر عنایت سے تو اسکی عمر کا ایک سال بھی پورا ہونا ایک خواب و خیال تھا لیکن خدا جسکو جلائے اُسے کون مارے اور خدا جسے تازہ رکھے اُسے کون سکھائے۔ یُحْيِيْ وَيُمِيْتُ اُسی کی شان ہے۔

آج اہلحدیث خدا کے فضل سے چوبیسویں سال میں قدم رکھتا ہے۔ اس عرصہ میں اس نے اسلام کی اور جماعت اہلحدیث کی کیا کیا خدمت کی۔ ہمارا اعتراف ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ باسپر بھی اسکے قدردان اگر کچھ کہتے ہیں تو اُن کی قدردانی ہے۔

بہر حال اب چوبیسواں سال شروع ہے۔ آئندہ عمر میں اسکی ذمہ داری اور بڑھ جائیگی تجربہ بھی وسعت پذیر ہوگا۔ اسلئے سابق کی نسبت زیادہ زور سے خدمت کرنے کا اسے موقع ملیگا۔ انشاءاللہ۔

ہاں اسکے خیرخواہوں اور قدردانوں کا بھی فرض ہے کہ اس کی اشاعت کو ایک دینی کام سمجھیں۔ کیا مشکل ہے کہ ہر خریدار سال بھر میں ایک جدید خریدار مہیا کر دے۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

اہلحدیث کے متعلق جدید قواعد

صفحہ ۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

آپ نے نقص امن کا عذر پیش کر کے انکار فرما دیا جبر مجبوراً بغرض تکذیب نبوت مرزا بالمقابل مستقل جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ اور فوراً بذریعہ نوٹس مسلمانوں کو اطلاع دیگئی کہ فلاں فلاں مقام پر فلاں فلاں اوقات میں ۴- اور ۵- اکتوبر کو تردیدی جلسہ ہوگا۔ چنانچہ بحمدہ ۴- اکتوبر کا تردیدی جلسہ نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔

اس روز مرزائی جلسہ کی حالت قابل دید تھی کہ مرزائی جلسہ کے وسیع ہال کی تمام کرسیاں خالی پڑی تھیں مشکل سے حاضرین کی تعداد آٹھ دس تک پہنچ سکتی تھی۔ ادھر مسلمانوں کے جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جلسہ گاہ کے علاوہ سڑک پر اس کثرت سے مسلمانوں کا ہجوم تھا کہ افسر علقہ اس ہجوم کو دیکھکر اور سڑک رک جانے پر بار بار خطیب صاحب سورتی مسجد سے جلسہ ختم کر دینے کی فہمائش کرتا تھا۔ چنانچہ ۴- اکتوبر کا جلسہ نہایت ہی شاندار کامیابی کے ساتھ ختم ہوا اور ۵- اکتوبر کے جلسہ کا اعلان کیا گیا۔

۵- اکتوبر کے جلسے کیلئے پہلے سے کہیں زائد اہتمام وانتظام کیا گیا تھا پھر بھی آغاز جلسہ کے قبل ہی ہال کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ جلسہ کی ابتدا تلاوت کلام پاک سے ہوئی۔ بعدہ مولوی محمد بشیر خانصاحب خطیب سورتی مسجد نے صدارت کی تحریک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرات! چونکہ آج سے قبل اس ہال کے تینوں مرزائی جلسے زیر صدارت ملا محمد یوسف صاحب ہوئے ہیں۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج کا تردیدی جلسہ بھی ملا صاحب موصوف ہی کی صدارت میں انجام پائے تاکہ صاحب موصوف باطل پرست مرزائیوں اور حق پرست مسلمانوں میں بیّن فرق معلوم کر سکیں۔ غرضکہ مولوی محمد بشیر خانصاحب خطیب سورتی مسجد کی تحریک اور مولوی فتح محمد صاحب کی تائید سے ملا صاحب موصوف نے مسند صدارت کو زینت بخشی۔

آپ نے اپنی صدارتی تقریر کے دوران میں ارشاد فرمایا کہ حضرات! مجھے ہرگز معلوم نہ تھا کہ یہ لوگ اس قسم کی غلط بیانی سے کام لینگے ورنہ میں ہرگز مرزائی جلسہ کی صدارت کو قبول نہ کرتا۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ ان کے لکچروں کے یہ عنوان ہیں جن سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں۔ اور واقعی لکچروں کی سرخیاں تھیں بھی ایسی ہی۔ اسی بنا پر میں نے مرزائی جلسہ کی صدارت کا وعدہ کر لیا۔ مگر جبکہ پروفیسر عبدالرحیم کی تقریر شروع ہوئی اور اثنائے تقریر میں اکثر غلط اور بے بنیاد واقعات بیان کرنے لگے تب مجھے سخت افسوس ہوا۔ اور میں نے ہر چند چاہا کہ پروفیسر عبدالرحیم صاحب ان کی اس غلط بیانی سے باز رکھوں مگر دوران تقریر میں ان کو روک نہ سکا۔ اب جبکہ مجھے ان کی حقیقت معلوم ہوگئی ہے آئندہ انشاء اللہ تعالے احتیاط سے کام کرونگا۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس کے بعد مولوی محمد بشیر خان صاحب نے انعقاد جلسہ کی غرض وغایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر مرزائی حضرات اپنی غلط بیانی سے احتراز کرتے تو ہرگز ہم اس مخالفانہ روش کو اختیار نہ کرتے پھر آپ نے مرزا صاحب کے لغو اور اَنگنت دعاوی کو بیان کر کے مرزا صاحب کی نبوت کو غلط ثابت کیا۔

بعدہ مقامی وغیر مقامی علماء نے تکذیب نبوت مرزا پر خوب تقریریں کیں۔ مثلاً مولوی غلام علی شاہ صاحب مولوی فتح محمد صاحب مولوی ابراہیم صاحب۔ اَن حضرات کی تقریروں سے روز روشن کی طرح مرزا صاحب کا کذب عیاں ہوگیا۔ اور بحمدہ حق کی فتح دو مرزائیوں کے تائب ہونے کی شکل میں رونما ہوئی۔ خدائے تعالے تمام گمشدگان راہ مستقیم کو ہدایت مرحمت فرمائے۔ آمین۔

(عبداللہ خان از مانڈلے)

شیعوں کا علی

نمبر ۱۷

نمبر ۱۵ میں شیعوں کی وحی جلی اور نمبر ۱۶ میں خطبہ حضرت رسول عربی (فداہ ابی وامی) کے کچھ خلاصے ہدیۂ ناظرین کئے گئے۔ جسکے راوی وناقل دو باقر ہیں ایک شیعوں کا امام پنجم، دوسرا شیعوں کا مجتہد اعظم۔ جس کے تسلیم کرنے سے تو آل سبا کو چارہ نہیں۔ اور مجھے بھی باقر ثانی پر جو کہ ؎

آں بہ اباطیل ودروغ وفساد
گوئے ربودست زابن میاد

کوئی توجہ نہیں۔ اگر تعجب ہے تو باقر اول پر ہے کہ اس روایت کی ترتیب میں اُس سے جو لغزشیں ہوئی ہیں اُس کا تھوڑا سا حصہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔

اوّل:- اس روایت میں اُس نے اپنے پردادے کو اسقدر بڑھایا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر چو تھی دفعہ تنبیہہ اور تہدید کے بعد بھی علی کی ولایت وخلافت کا اعلان نہ کرتے تو (نعوذ باللہ) پیغمبری سے ڈسمس ہو کر معزول ہوجاتے۔ جو حکم "فما بلغت رسالتہ" سے واضح ہوتا ہے۔ اور پیغمبروں پر تو اپنا ہاتھ صاف کیا تھا کہ وہ سب کے سب علی کے سامنے ہیچ ہیں ؎

چہ انبیا چہ اولیا تمام پاشے لبت او

اب نمبر آیا خیر خلق اللہ کا۔ اُن کو بھی علی کی قربانگاہ پر چڑھایا۔ امام رافضہ اتنا بھی نہ سوچا کہ ہم کو جو تمام دنیا سید سید پکار کر اپنے سر اور آنکھوں پر بٹھاتی ہے یہ سب کچھ اسی رحمۃ اللعالمین کی برکت ہے۔ ورنہ علی کے بھائی بند بنی اُمیہ۔ بنی عباس۔ بنی ہاشم اور دیگر قریش کیا دنیا میں تھوڑے تھے یا تھوڑے ہیں۔ بجائے اسکے کہ اس روایت سے کچھ اُن کا وقار بڑھتا دنیا کی نظروں میں اَور گر گئے۔ یہ اور بات ہے کہ شیعہ جو اس امت کے ضالین ہیں۔ آپ کو بڑھاتے جائیں۔ لیکن باقی دنیا تو اپنی ہنسی کو نہیں روک سکتی۔ کہ ایک ولی غیر معصوم کی خدمت کیلئے ایک اولوالعزم رسول بہترین عالمین مامور ہو۔

دوم:- آنحضرتؐ کو خدا کا نافرمان ثابت کیا کہ جبرئیل کی بار بار تگ ودَو پر بھی تعمیل حکم سے پہلو بچاتے رہے۔

سوم:- تعمیل بھی کیا تو زجر وتہدید ڈرانے دھمکانے پر۔

چہارم:- ایسے شخص کی موجودگی پر بھی رسول خدا کو اطمینان نہ ہوا۔ اور بار بار اپنی حفاظت کا سوال اُٹھاتی رہے جو مفہم جم الکہی بات عن وجہ خیرۃ البریات رسول اللہ سے غم والم کلہ فع کر نیوالا یعنی نگہبان تھا (مواعظ حسنہ) ؎

ہوا خواہ او جبرئیل امین ۔ مغفران او آسمان وزمین

(حملہ حیدری)

ایضاً۔ بعزم رزم اگر علی سند کینہ سے کنند
عدوئے او بمرگ خود فغاں بسان نئے کنند
بخشم اگر غزا کند فنائے کل شئے کنند
بساط روزگار را بیک اشارہ طے کنند
گراو سبک کند عناں گراں کند رکاب را

پس ایسی ہستی کی موجودگی میں جو اگر غضب میں آئے تو کل جہان کو فنا کرے۔ پیغمبر معصوم پھر بھی اپنی حفاظت کے متمنی تھے۔ سچ ہے۔ کل اناء یترشح بما فیہ۔ شیعوں کے امام خود بھی بزدل ڈرپوک تقیہ باز دین و ایمان بلکہ قرآن کے چھپانے والے تھے رسول کردگار جاہد الکفار پر بھی اپنا ہی قیاس کیا۔ غرض اسمیں بھی اپنے علی کو اسقدر بڑھایا کہ رسول امین گویا اسی ولایت کی تبلیغ کیلئے مامور تھے۔ ہرچند عذر معذرت کیا مگر سب بیسود۔ تب ہی چھٹکارا پایا جب علی کا گیت گایا۔ واہ ری ولایت بلا ولایت ؎

شیر یزداں شاہ مرداں قوت پروردگار
لا فتےٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

رسول اللہ (نعوذ باللہ) تو صحابہ سے کانپتے رہے لیکن پیغمبر کا نگہبان حاکم زمین و آسمان جسکے ایک اشارہ سے دنیا و مافیہا برباد ہو سکے۔ بالخصوص شیر جبار دست کردگار بلکہ قوت پروردگار بجس سکتہ کے عالم میں کھڑا رہے۔

اے فدایان حیدر شیدایان صفدر بخاطر دوازدہ امام آپ ہی فرمائیں کہ اس تمام قوت خدائی زمین و آسمان کی فرمانروائی سے فائدہ کیا؟ اور کس کام کا؟ مولانائے روم نے کیا اچھا فرمایا ہے ؎

چونکہ مردی نیست خنجرہا چہ سود
چوں ندارد دل ندارد سود خود
چوں ز نامردی دل آگندہ بود
ریش و سبلت موجب خندہ بود
داروئے مردی بخور اندر عمل
تا شوی خورشید گرم اندر حمل
رستمی گر بایدت خنجر بگیر
ورنہ چوں دوشیزئے چادر بگیر

آخر ایسی تمام بدزبانی اور بے ایمانی سے کیا مطلب کلام اللہ اور رسول اللہ سے کھلے بندوں انکار کرنا چاہئے تھا۔ یہ کیا دورنگی و منافقت کہ تقیہ کے لباس میں مسلمانوں سے بھی ملتے رہیں اور اندر ہی اندر اسلام کی بیخکنی بھی کرتے رہیں۔ کبھی قرآن کو ناقص اور مشکوک کہتے ہیں۔ کبھی اصحابوں کو بلکہ رسول خدا اور آنحضرت کی ازواج مطہرات کو گالیاں دیتے ہیں کبھی دوستی کے لباس میں علی کو خدا کا ہم پلہ بناتے ہیں تاکہ کسی طرح سے ہوسکے اسلام کے اصلی چہرہ کو بگاڑ کر مشرکانہ رنگ سے رنگیں۔

بھائی اصل بات تو یہ ہے کہ اسلام کے چھپے اور اصلی دشمن روافض سے بڑھکر کوئی نہیں اصحابوں کی زندگی میں تو روافض اور اُن کے ائمہ سب کے سب اُن کے بے زر غلام تھے۔ اب ان کی گیدڑ بھبکیوں سے ہوتا کیا ہے سوائے عداوت اور فضیحت کے۔ خراسانی مردوں کا مقولہ ہے

"مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد"

(باقی آئندہ)

(غلام احمد خان بنگش)

آریہ مشن

مختلف اوہام

دیانند جی کے قلم سے

سوامی دیانند جی فرماتے ہیں۔

سوال:۔ آغاز دنیا میں ایک یا کئی انسان پیدا کئے تھے یا کیا؟

جواب:۔ کئی۔ کیونکہ جن جیودں کے کرم ایشوری سرشٹی (ابتدائی مخلوقات جو ماں باپ کے بغیر ہوتی ہے ایشوری سرشٹی کہلاتی ہے) میں پیدا ہونے کے تھے اُن کی پیدائش شروع دنیا میں پرمیشور نے کی۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۹۴)

سوال:۔ انسانوں کی ابتدائی پیدائش کس مقام پر ہوئی؟

جواب:۔ تری وشٹپ جسکو تبت کہتے ہیں۔

سوال:۔ شروع دنیا میں ایک ذات تھی یا بہت؟

جواب:۔ انسان کی ایک ذات تھی۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۹۵)

خاکسار:۔ ناظرین آپ کو معلوم ہو گیا کہ ابتدائے آفرینش میں ہزاروں انسان بمقام تبت پیدا ہوئے اور اُن جملہ ہزاروں انسانوں کی ایک ہی ذات تھی۔ یہ خود سوامی دیانند جی کی تحریر اور اقرار ہے۔ اب ملاحظہ کیجئے کہ تھوڑی دور چلنے کے بعد سوامی جی کیا فرماتے ہیں

سوال:۔ ذات کا امتیاز ایشور کا کیا ہوا ہے یا انسان کا کیا ہوا؟

جواب:۔ ایشور اور انسان دونوں کا کیا ہوا (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۸۴)

سوال:۔ کون ایشور کا اور کون انسان کا کیا ہوا ہے؟

جواب:۔ انسان حیوان پرند درخت آبی جاندار وغیرہ ذاتیں پرمیشور کی بنائی ہوئی ہیں جسطرح حیوانوں میں گائے گھوڑا ہاتھی وغیرہ ذاتیں درختوں میں پیپل بڑ آم وغیرہ پرندوں میں ہنس کوا بگلا وغیرہ آبی جانداروں میں مچھلی کیکڑا وغیرہ ذاتیں جدا جدا ہیں اسی طرح انسانوں میں براہمن کھشتری ویش شودر چنڈال مختلف ذاتیں بھی ایشور کی طرف سے ہیں۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۸۵)

خاکسار:۔ ناظرین! سوامی جی کی کارروائی کو آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اول تو یہ تحریر کیا کہ جو لوگ ابتدائے آفرینش میں پیدا ہوئے اُن سب کی ایک ہی ذات تھی۔ اور تھوڑی دور چلنے کے بعد یہ تحریر کر دیا کہ ذات کا امتیاز ایشور کا کیا ہوا ہے۔ لہذا یا تو سوامی جی کا یہ تحریر کرنا غلط ہے کہ اُن انسانوں کی ایک ہی ذات تھی۔ یا یہ تحریر کرنا غلط ہے کہ ذات کا امتیاز ایشور کا کیا ہوا ہے۔ دیکھا ناظرین آپ نے کہ سوامی دیانند جی کس بھولے اور سیدھے وقت کی پیدائش تھے کہ اُن کو اسکی کبھی پرواہ نہ ہوتی تھی کہ کل کیا کہا ہے اور آج کیا کہہ رہا ہوں۔ اور یہ خود اُن کا قول ہے کہ متضاد باتیں